

## مقالات

# قرآن اپنے لائے والے کوں لگ میں کتا ہے

[میرے مضمون آج سے ۱۶ سال پہلے اخبار "جمیعت" کے جمیعت نمبر میں شائع

ہوا تھا اور پھر پراسے خاکوں میں مدفون پڑا ہوا تھا۔ بعض رفقا نے تو عرض کیا

کہ اب بھروسے کی اشاعت کی ضرورت ہے۔ چنانچہ اب یہ ان مصلحت میں راجح کیا گیا ہے

دینا میں انسان کی ہدایت و رہنمائی کے لیے ہمیشہ ایسے پاک نفوس پیدا ہوتے رہے ہیں جنہوں نے اپنی زبان اور اپنے عمل سے اس کو حق و صداقت کا یقین دہا رہا ہے دکھا یا ہے لیکن انسان اکثر ان کے اس احسان کا بدلہ ظلم ہی کی شکل میں دیتا رہا ہے۔ ظلم صرف اس معنی میں نہیں کہ ان کے پیغام سے اعراض کیا، ان کی صداقت سے انکار کیا، ان کی دعوت کو رد کر دیا اور ان کو تکلیفیں دے کر راہ حق سے پھرنے کی کوشش کی، بلکہ اس معنی میں بھی کہ ان کے بعد ان کی تعلیمات کو مسخ کیا، ان کی ہدایتوں کو بدل ڈالا، ان کی کتابوں میں تحریف کی اور خود ان کی شخصیتوں کو اپنی عجوبہ پسندی کا کھلونا بنا کر الوہیت اور خدائی کا رنگ دے دیا۔ پہلی قسم کا ظلم تو ان نفوس قدسیہ کی زندگی تک یا حد سے حد اس کے چند سال بعد تک ہی محدود رہا، مگر یہ دوسری قسم کا ظلم ان کے بعد صدیوں تک ہوتا رہا اور بہتوں کے ساتھ آج بھی ہو رہا ہے۔ دینا میں آج تک جتنے داعیان حق مبعوث ہوئے ہیں سب نے اپنی زندگی ان جھوٹے خداؤں کی خدائی جنم کرنے میں صرف کی ہے جنہیں انسان نے خدائے واحد کو چھوڑ کر اپنا خدا بنا لیا تھا لیکن ہمیشہ یہی ہوتا رہا کہ ان کے بعد ان کے پیروں نے جاہلانہ عقیدت کی بنا پر خود انہی کو خدا یا خدائی میں خدا کا شریک بنا لیا۔ اور وہ بھی ان بتوں میں شامل کر لیے گئے جنہیں توڑنے میں انہوں نے اپنی تمام عمر کی محنتیں صرف کر دی تھیں۔

در اصل انسان اپنے آپ سے کچھ ایسا بدگمان ہے کہ اسے خود اپنی انسانیت میں صفاتِ ذریعہ و ملکیت کے وجود کا بہت کم یقین آتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو محض کمزوریوں اور پستیوں ہی کا مجموعہ سمجھتا ہے۔ اس کا ذہن اس شخصیت کبریٰ کے علم و اذعان سے عموماً خالی رہتا ہے کہ اس کا بد خدا کی میں حق جل مجدہ نے وہ قومیں بھی ودیعت کی ہیں جو اس کو بشر ہونے اور بشری صفات سے متصف رہنے کے باوجود عالم پاک میں ملائکہ مقربین سے بھی بلند درجہ تک پہنچا سکتی ہیں یہی وجہ ہے کہ جب کبھی اس کے ہم جنسوں میں سے کسی نے اپنے آپ کو خدا کے نمائندے کی حیثیت سے اس کے سامنے پیش کیا تو اس نے یہ دیکھ کر کہ یہ تو میری ہی طرح گوشت پوست کا انسان ہے، اسے قدریدہ ملنے سے صاف انکار کر دیا، اور جب بالآخر اس کی ذات میں غیر معمولی محاسن کا جلوہ دیکھ کر سرعقیدت بھکایا تو پھر کہا کہ جو ہستی ایسی فوق العادۃ خوبوں کی مالک ہو وہ ہرگز بشر نہیں ہو سکتی۔ پھر کسی گروہ نے اس کو خدا بنا یا، کسی نے طول کا عقیدہ ایجاد کر کے یقین کر لیا کہ خدا نے اس کی شکل میں ظہور کیا ہے، کسی نے اس کے اندر خدائی صفات اور خداوندانہ اختیارات کا گمان کیا، اور کسی نے حکم لگا دیا کہ وہ خدا کا بیٹا ہے۔ سُبْحٰنَہٗ وَ تَعَالٰی عَمَّا یَصِفُوْنَ۔

دینا کے کسی پیشوائے دین کی زندگی کو نے لو۔ تم دیکھو گے کہ اس کی ذات پر رب کے زیادہ ظلم خود اس کے معتقدین ہی نے کیا ہے۔ انھوں نے اس پر اپنے تخیلات و اوہام کے اتنے پردے ڈال دیے ہیں کہ اس کی شکل و صورت دیکھنا بالکل محال ہو گیا ہے۔ صرف یہی نہیں کہ ان کی حرف کتابوں سے یہ معلوم کرنا مشکل ہو گیا ہے کہ اس کی اصلی تعلیم کیا تھی، بلکہ ہم ان سے یہ بھی معلوم نہیں کر سکتے کہ وہ خود اصل میں کیا تھا۔ اس کی پیدائش میں عجوبگی، اس کی طفولیت میں عجوبگی، اس کی جوانی اور بڑھاپے میں عجوبگی، اس کی زندگی کی برہنات میں عجوبگی اور اس کی موت تک میں عجوبگی۔ غرض ابدال سے لے کر انتہا تک وہ ایک فسانہ ہی افسانہ نظر آتا ہے اور اس کو اس شکل میں پیش کیا جاتا ہے کہ باوجود خود خدا تھا، یا خدا کا بیٹا تھا، یا خدا اس میں حلول کر گیا تھا یا کہ از کم وہ خدائی میں کسی حد تک شریک و ہم تھا۔

مثال کے طور پر گو تم بدھ کو دیکھو۔ بدھ مذہب کے نہایت گہرے مطالعہ سے صرف اتنا اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اس اولوالعزم انسان نے برہنیت کے بہت سے نقائص کی اصلاح کی تھی اور خصوصیت کے ساتھ ان پیشار

ہستیوں کی خدائی کا بطلان کیا تھا جن کو اس عہد کے لوگوں نے اپنا معبود بنایا تھا۔ مگر اس کے انتقال کو پوری ایک صدی بھی نہ گزری تھی کہ ویسالی کی کونسل میں اُس کے پیروؤں نے اس کی تمام تعلیمات کو بدل ڈالا، اصل سوتروں کے بجائے نئے سوتر بنالیے اور اصول و فروع میں اپنے اہوار و افکار کے مطابق جس طرح چاہا تصرف کر ڈالا۔ ایک طرف بودھ کے نام سے اپنے مذہب کے ایسے عقائد مقرر کیے جن میں خدا کا سرے سے کوئی وجود ہی نہ تھا اور دوسری طرف بودھ کو عقل کل، مدار کائنات اور ایک ایسی ہستی قرار دے لیا جو ہر عہد میں دنیا کی اصلاح کے لیے بودھ بن کر آیا کرتی ہے۔ اس کی پیدائش، زندگی اور گزشتہ و آئندہ جنموں کے تعلق ایسے ایسے عجیب فسانے بنا لیے جن کو پڑھ کر بروہمسروسن جیسے محققین حیران ہو کر یہ کہہ اٹھتے ہیں کہ تاریخ میں فی الواقع بودھ کا کوئی وجود ہی نہیں ہے۔ یمن چار صدی کے اندر ان افسانوں نے بودھ میں الوہیت کا رنگ پیدا کر دیا اور کٹشک کے زمانہ میں بودھ مت کے اجماع و دائرہ کی ایک بہت بڑی کونسل نے (جو کشمیر میں منعقد ہوئی تھی) فیصلہ کر لیا کہ بودھ دراصل خدا کا مادی ظہور تھا یا بالفاظ دیگر خدا اس کے جسم میں حلول کر گیا تھا۔

یہی سلوک رام چندر جی کے ساتھ ہوا۔ رامائن کے مطالعہ سے صاف متفریح ہوتا ہے کہ راجہ رام چندر جی محض ایک انسان تھے۔ نیک دلی، انصاف، شجاعت، فیاضی، تواضع، حلم، اور ایثار میں کمال کا مرتبہ تو انہیں ضرور حاصل تھا، مگر الوہیت کا شاہدہ تک ان میں نہ تھا۔ لیکن بشریت اور ان اعلیٰ صفات کا اجتماع ایک ایسا معجزہ ثابت ہوا کہ اہل ہند کی عقل اس کو حل نہ کر سکی۔ چنانچہ رام چندر جی کی وفات پر ایک زمانہ گزرنے کے بعد یہ عقیدہ تسلیم کر لیا گیا کہ ان کے اندر دشمنوں نے حلول کیا تھا اور وہ ان ہستیوں میں سے ایک تھے جن کی شکل میں دشمنوں کی سناہ کی اصلاح کے لیے باوقاف مختلف ظہور کرتے رہے ہیں۔

سری کرشن اس معاملہ میں ان دونوں سے زیادہ مظلوم ہیں۔ بھگوت گیتا تعریف و تسبیح کے کئی عملوں سے نکل کر جس شکل میں ہم تک پہنچی ہے اس کے عمیق مطالعہ سے کم از کم اتنا معلوم ہوتا ہے کہ کرشن جی ایک موحّد تھے اور انھوں نے ہستی باری تعالیٰ کے ہمہ گیر قادر مطلق اور شدید القوی ہونے کا وعظ کہا تھا۔ لیکن جہاں بھارت، دشمنوں پر ان

بھاگوت پران وغیرہ کتابیں اور خود گیتا ان کو اس طرح پیش کرتی ہیں کہ ایک طرف <sup>۱</sup>دشنو کے جہانی منظر، خالق موجود <sup>۲</sup> اور دیگر کائنات نظر آتے ہیں اور دوسری طرف ایسی کمزوریاں ان کی طرف منسوب ہیں کہ انہیں خدا تو خدا، پاکیزہ اخلاق کا انسان بھی تسلیم کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ گیتا میں کرشن جی کے یہ اقوال ہمیں ملتے ہیں:

”اس دنیا کا ماں باپ، مہارا اور بابائیں ہی ہوں۔ جو کچھ پاکیزہ، یا جو کچھ جاننے کے قابل ہے وہ سب اور اونٹکار، رگید، سام دید، بگردید بھی میں ہی ہوں۔ سب کا پالنے والا، مالک، گواہ، جائے قیام، جائے پناہ، دوست، باعث پیدائش، باعث خاتمہ، باعث قیام، خزانہ اور پیدائش کا لازوال بیج میں ہی ہوں۔ اسے ارجن! میں گری دیتا ہوں، میں پانی کو روکتا ہوں، میں یرساتا ہوں، میں امرت ہوں، اور موت، ست اور است <sup>۳</sup> بھی میں ہی ہوں۔“ (۱۹ - ۱۷۱۹)

”تمام دیوتاؤں اور ہر شئی میری پیدائش کو نہیں جانتے۔ کیونکہ سب دیوتاؤں اور ہر شئیوں کی ابتدا بہر حال مجھ ہی سے ہے۔ جو شخص یہ جانتا ہے کہ میں (پرتھوی وغیرہ) سب لوگوں کا بڑا ایشور ہوں اور پیراجنم یعنی آغاز نہیں ہے، وہی انسانوں میں موشہ سے آزاد ہو کر سب پاپوں سے چھوٹ جاتا ہے“ (۱۰ - ۲۰۳)

”سے گڈاکیش <sup>۴</sup> سب جانداروں میں رہنے والی آتما <sup>۵</sup> میں ہوں۔ سب جانداروں کا آغاز، وسط اور خاتمہ بھی میں ہوں۔ بارہ آدیتوں میں <sup>۶</sup> دشنو میں ہوں۔ تیسویں <sup>۷</sup> میں کرٹوں کی مالہ والا سورج، <sup>۸</sup> مرقوں میں مریچی اور

۱۔ دشنو، ہندوؤں کے موجودہ عقائد کے مطابق کائنات کی پرورش کرنے والے خدا یا دیوتا کا نام ہے۔ غالباً اصل میں یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ربوبیت کا تصور تھا جسے بعد میں ایک مستقل شخصیت قرار دے لیا گیا۔

۲۔ واحد کار گزار۔ ۳۔ یعنی بیج اور جھوٹ۔ ۴۔ یعنی دیوتا لوگ۔ ۵۔ یعنی اولیاء۔ ۶۔ زمین۔ ۷۔ لوک یعنی عالم۔ ۸۔ یعنی نگاؤ۔ دنیا کی محبت۔ ۹۔ یعنی اے گڈے بچوں والے۔ مراد ارجن۔ ۱۰۔ یعنی تمام جانداروں کی روح۔ ۱۱۔ ہندوؤں کے تمام دیوتاؤں میں سے

۱۲۔ دیوتاؤں کے بڑے میں جن کو آدیتے کہتے ہیں۔ اور دشنو میں بے بڑا دیوتا ہے۔ یہ ۱۳ آدیتے ہندوؤں کے عقیدے کے مطابق ادرتی کے بیٹے تھے۔

۱۴۔ تیسویں۔ یعنی زمین۔ ۱۵۔ ہندوؤں کی اصطلاح میں مرقوں کا نام ہے جو ہوا کا انتظام کرتے ہیں اور ان سرکار کا نام مریچی ہے۔

کھشتوں میں چند زمان میں ہوں۔ (۲۱-۲۰:۱۷)

”ایسا کوئی متحرک یا ساکن جاندار نہیں جو مجھ سے باہر ہو..... میں صرف اپنے ایک ہی حصہ سے

اس تمام جگت میں پھیلا ہوا ہوں۔“ (۱۰: ۳۹-۴۲)

”ہے پانڈو! جو شخص اس بدھی کے ساتھ کرم کرتا ہے کہ یہ سب کرم میرے یعنی پریشور کے ہیں،

جو میرا بھروسہ رکھ کر اور سب تعلقات چھوڑ کر سب جانداروں کے بارے میں نہرویر (عداوت سے مترا)

ہے وہ میرا جگت مجھ میں مل جاتا ہے۔“ (۱۱: ۵۵)

”میں سب جانداروں کا مالک ہوں اور پیدائش سے بالائے مہوں۔ اگرچہ میرے آتم مرد پتے میں

کبھی تیز نہیں ہوتا مگر پھر بھی میں اپنی پرکرتی (خاصیت) میں قائم ہو کر اپنی مایا سے جنم لیا کرتا ہوں۔

۶ بھارت ۷ جب دھرم کا نزل ہوتا ہے اور دھرم کا زور کھیل جاتا ہے تب میں خود ہی جنم لیا کرتا ہوں

۸ کی حفاظت اور یوں کا نافی کرنے کے لیے اور ایک ایک میں دھرم قائم کرنے کے لیے میں جنم لیا کرتا

ہوں۔“ (۴: ۶-۸)

ان اقوال میں صاف طور پر گیتا کے کرشن نے خدا ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ مگر دوسری طرف بھاگت

پران انہی کرشن جی کو اس شکل میں پیش کرتی ہے کہ وہ ہناتے میں گوپیوں کے کپڑے چھپا لیتے ہیں، ان سے

لطف اندوز ہونے کے لیے اتنے ہی جسم پیدا کر لیتے ہیں جتنی گویاں تھیں، اور جب شک رشی سے راجہ پرکشیت

پوچھتا ہے کہ خدا تو اتنا رکی شکل میں اس لیے ظاہر ہوتا ہے کہ پچا دھرم پھیلائے، پھر یہ کیسا خدا ہے کہ دھرم کے

۱۵ یعنی تاروں میں چاند۔ ۱۶ بھمی یعنی شعور۔ ۱۷ یعنی نفل۔ کام۔ ۱۸ یعنی زری

۱۹ فالت میں کبھی تیز نہیں ہوتا۔ ۲۰ مایا یعنی قدرت یا تدبیر۔ ۲۱ بھارت یعنی رنگ۔ ۲۲ گھنگ

۲۳ یعنی زمانہ۔ ۲۴ اگر گیتا خود اس بات کی مدعی ہوتی کہ وہ خدا کی کتاب ہے اور کرشن اس کے پیش کرنے والے نبی ہیں تو مندرجہ بالا

اقوال بیشتر خدا کے قرار پائے تھے اور کرشن کی طرف خلقی کا دعویٰ منسوب ہوتا مگر شکل یہ کہ یہ کتاب خود اپنے آپ کی کرشن کے اپنے آپ کی حیثیت سے پیش کرتی ہے۔

تمام اصول کے خلاف دوسروں کی عورتوں سے ناجائز تعلقات رکھتا ہے، تو رشی کو یہ اعتراض رفع کرنے کے لیے اس جیلہ کے دامن میں پناہ دینی پڑتی ہے کہ "خود دیوتا بھی بعض اوقات شکی کی راہ سے ہٹ جاتے ہیں مگر ان کے گناہ ان کی ذات پر اسی طرح اثر نہیں کرتے جس طرح آگ تمام چیزوں کو جلانے کے باوجود مورد الزام نہیں ہو سکتی۔ کوئی سلیم العقل آدمی یہ باور نہیں کر سکتا کہ کسی بلند پایہ معلم دین کی زندگی ایسی ناپاک ہو سکتی ہے، اور نہ وہ یہی تصور کر سکتا ہے کہ کسی سچے مذہبی پیشوا نے فی الحقیقت اپنے آپ کو انسانوں کے اور کائنات کے رب کی حیثیت سے پیش کیا ہو گا۔ لیکن قرآن اور بائبل کے متقابل مطالعہ سے یہ حقیقت واضح طور پر ہمارے سامنے روشن ہو جاتی ہے کہ قوموں نے اپنے ذہنی انحطاط اور اخلاقی زوال کے دور میں کس طرح دنیا کے پاکیزہ ترین انسانوں کی سیرتوں کو ایک طرف گندی سے گندی شکل میں ڈھال دیا ہے تاکہ خود اپنی کمزوریوں کے لیے دھڑھواڑ پیدا کریں، اور دوسری طرف ان کی شخصیتوں کے گرد کیسے کیسے وہی افسانے جمع کر دیے ہیں۔ اس لیے ہم سمجھتے ہیں کہ یہی سب کچھ کرشن جی کے ساتھ بھی ہوا ہو گا اور ان کی اصل تعلیم اور اصل شخصیت اس سے بالکل مختلف ہو گی جیسی ہندوؤں کی مذہبی کتابیں اسے پیش کرتی ہیں۔

جن بزرگوں کی نبوت معلوم و مسلم ہے ان میں رجب بڑھ کو ظلم سیدنا عیسیٰ علیہ السلام پر کیا گیا ہے حضرت عیسیٰ دیے ہی ایک انسان تھے جیسے سب انسان ہوا کرتے ہیں۔ بشریت کی تمام خصوصیتیں ان میں بھی اسی طرح موجود تھیں جس طرح ہر انسان میں ہوتی ہیں۔ فرق صرف اتنا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو حکمت نبوت اور اعجاز کی قوتیں عطا فرما کر ایک بگڑی ہوئی قوم کی اصلاح کے لیے مامور فرمایا تھا۔ لیکن اول تو ان کی قوم نے ان کو کھٹلایا اور پورے تین سال بھی ان کے وجود مسعود کو برداشت نہ کر سکی یہاں تک کہ عین عالم شباب میں انہیں قتل کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ پھر جب ان کے بعد ان کی عظمت کی قائل ہوئی تو اس قدر حد سے تجاوز کر گئی کہ ان کو خدا کا بیٹا بلکہ عین خدا بنا دیا اور یہ عقیدہ ان کی طرف منسوب کیا کہ خدا سچ کی شکل میں اس لیے نمودار ہوا تھا کہ صلیب پر چڑھ کر انسان کے گناہوں کا کفارہ ادا کرے کیونکہ انسان فطرۃً گناہ گار تھا اور خود اپنے عمل سے اپنے لیے نجات حاصل نہ کر سکتا تھا۔ معاذ اللہ!

ایک نبی مادنی اپنے پروردگار پر اتنا بڑا بہتان کس طرح اٹھا سکتا تھا۔ مگر اس کے معتقدوں نے جو بڑی عقیدت میں اس پر یہ بہتان اٹھایا اور اس کی تعلیمات میں اپنی اہوار نفس کے مطابق اتنی تحریف کی کہ آج دنیا کی کسی کتاب میں (سولے قرآن کے) مسیح کی اصل تعلیم اور خود ان کی حقیقت کا نشان نہیں ملتا۔ بائبل کے عہد جدید میں جو کتابیں انجیل اربعہ کے نام سے موجود ہیں انھیں لٹھا کر دیکھ جاؤ۔ سب حلول اور اہمیت اور عینیت کے فاسد تغیلات سے آلودہ ہیں۔ کہیں حضرت مریم کو بشارت ہوتی ہے کہ تیرا بچہ خدا کا بیٹا کہلائے گا (لوقا ۱: ۲۵) کہیں خدا کی روح کی تفرکے مانند سیوس پر اتر کر آتی ہے اور پکار کر کہتی ہے کہ "یہ میرا باپ اٹھا ہے"۔ (متی ۳: ۱۶) کہیں مسیح خود کہتا ہے کہ میں خدا کا بیٹا ہوں اور مجھ کو قادر مطلق کے دہنی جانب بیٹھے دیکھو گے" (مرقس ۲: ۶۲) کہیں روز جزا میں خدا کے بجائے مسیح کو تخت جلال پر بٹھایا جاتا ہے اور وہ جزا اور سزا کے فرمان نافذ کرتا ہے۔ (متی ۲۵: ۳۱-۳۶) کہیں مسیح کے منہ سے کہلویا جاتا ہے کہ "باپ مجھ میں ہے اور میں باپ میں ہوں" (یوحنا ۱۰: ۳۸) کہیں اس راست گوانسان کی زبان سے یہ غلط الفاظ کھلائے جاتے ہیں کہ میں خدا میں جوکل کر آیا ہوں" (یوحنا ۸: ۴۲) کہیں اس کو اور خدا کو بالکل ایک کر دیا جاتا ہے اور اس کی طرف یہ قول منسوب کیا جاتا ہے کہ "جس نے مجھے دیکھا اس نے باپ کو دیکھا" اور "باپ مجھ میں رہ کر اپنے کام کرتا ہے" (یوحنا ۱۳: ۹-۱۰) کہیں خدا کی تمام چیزیں مسیح کی طرف منتقل کر دی جاتی ہیں (یوحنا ۳: ۳۵) اور خدا اپنی خدائی کا سارا کاروبار مسیح کے سپرد کر دیتا ہے (یوحنا ۵: ۲۰-۲۲)

ان مختلف قوموں نے اپنے پیشواؤں اور ہادیوں کی شخصیتوں پر یہ جتنے بہتان واقرا کے پردے چڑھائے ہیں ان کی اصل وجہ یہ ہے کہ اول تو اکثر بزرگوں نے اپنے پیچھے کوئی ایسی کتاب ہی نہیں چھوڑی جس میں ان کی تعلیمات اور خود ان کی شخصیت کے متعلق تمام ضروری باتوں کو بوضاحت بیان کر دیا گیا ہو۔ اور اگر کسی نے کوئی چیز چھوڑی بھی تو اس کی حفاظت کا کوئی بند و بست نہ ہو اس لیے تھوڑا سا نہ گذرنے کے بعد اس میں اتنی تحریف و ترمیم ہو گئی کہ اصل اور اصل میں مینا زکریا حال ہو گیا۔ پس کوئی واضح ہدایت موجود نہ ہونے کے باعث نتیجہ یہ ہوا کہ جتنا جتنا زمانہ گزرتا گیا حقیقت پر اوہام غالب آتے گئے اور چند صدیوں میں ساری حقیقت گم ہو گئی، صرف افسانے ہی افسانے باقی رہ گئے۔

دنیا کے تمام ہادیوں میں خصوصیت صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے کہ آپ کی شخصیت ۱۳ صدیوں سے باہل اپنے حقیقی رنگ میں نمایاں ہے اور قدرت کی طرف سے ایسا انتظام کر دیا گیا ہے کہ قیامت تک نمایاں رہے گی۔ انسان کی اودھام پرستی و عجب و پسندی سے بعینہ تھا کہ وہ اس برگزیدہ کشتی کو بھی، جو کمال کے سب سے اعلیٰ درجہ پر پہنچ چکی تھی، انسان بنا کر الوہیت سے کسی نہ کسی طرح متصف کر ڈالتی اور پیروی کے بجائے محض ایک تخریب و استہجاب اور عبادت پرش کا موضوع بنا لیتی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو عیش بنایا کے آخری مرحلہ میں ایک ایسا ہادی و رہنما بھیجا منظور تھا جس کی ذات انسان کے لیے دائمی نمونہ عمل اور عالمگیر سرچشمہ ہدایت ہو، اس لیے اس نے محمد ابن عبد اللہ علیہ العتف حجۃ و سلام کے ساتھ ایک ایسی واضح ہدایت بھیجی جس میں آپ کی تعلیم، آپ کی رسالت، آپ کی شخصیت، اور ہر اس چیز کو جس کا جاننا آپ کی دعوت کو ٹھیک ٹھیک جاننے کے لیے ضروری ہو، بیان کر دیا اور اس طرح بیان کر دیا کہ کسی شک و شبہ اور تعریف و تلبیس کی گنجائش نہ رہی۔

یوں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ و تابعین اور بعد کے محدثین نے آپ کے اقوال و افعال، آپ کے شمائل و صفات اور آپ کی زندگی کے چھوٹے سے چھوٹے جزئیات تک کو اس طرح محفوظ کیا ہے کہ آج تک دنیا کے کسی انسان کی زندگی کے متعلق اتنی تفصیلات محفوظ نہیں رہیں اور اس بنا پر بلاشبہ یہ ماننا کہا جاسکتا ہے کہ تاریخ کی تمام شخصیتوں میں صرف ایک رسول عربی کی ذاتی ایسی ہے جس کو ہم سارا سے تیرہ سو برس گزر جانے پر بھی آج تقریباً اتنے ہی قریب سے دیکھ سکتے ہیں جتنے قریب سے خود آپ کے عہد کے لوگ دیکھ سکتے تھے۔ لیکن اگر کتابوں کا وہ نام ذخیرہ دنیا سے مٹ جائے جو ائمہ اسلام نے ساہا سال کی محنتوں سے جہتاً جہتاً جمع کیا ہے، اگر ایک دور ہی دنیا میں نہ رہے جس سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا کچھ حال معلوم ہو سکتا ہو اور صرف قرآن ہی قرآن باقی رہ جائے، تب بھی ہم اس کتاب سے ان تمام بنیادی سوالات کا جواب حاصل کر سکتے ہیں جو اس کے لانے والے کے متعلق ایک طالب علم کے ذہن میں پیدا ہو سکتے ہیں۔

آئیے اب ہم دیکھیں کہ قرآن اپنے لانے والے کو کس رنگ میں پیش کرتا ہے۔



۱۔ قرآن مجید نے جب پہلے جس سلسلہ کو انتہائی وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے وہ رسول کی بشریت ہے۔ نزول قرآن سے پہلے صدیوں کے معتقدات نے یہ ایک طے شدہ سلسلہ بنا دیا تھا کہ انسان کبھی اللہ کا رسول اور کبھی نہیں بن سکتا، دینا کی اصلاح کے لیے جب کبھی ضرورت ہوتی ہے خدا خود ہی انسان کی صورت میں ظاہر ہوا کرتا ہے، یا کسی فرشتے یا دیوتا کو بھیج دیتا ہے، اور یہ کہ جتنے بزرگ دنیا میں اصلاح کے لیے آئے ہیں وہ سب کے سب فوق بشری تھے۔ اس عقیدے نے انسان میں تہی گہری جڑیں پکڑ لی تھیں کہ جب کبھی اللہ کا کوئی نیک بندہ لوگوں کو اللہ کا کوئی پیغام پہنچانے کے لیے آتا تو سب سے پہلے لوگ حیرت سے پوچھتے تھے کہ یہ کیسا نبی ہے جو ہماری طرح کھاتا پیتا، سوچتا اور چلتا پھرتا ہے؟ یہ کیسا پیغمبر ہے کہ ہماری طرح تمام عوارض اس کو بھی لاحق ہوتے ہیں؟ بیمار ہوتا ہے، کھلیٹا اور راحت میں مبتلا ہوتا ہے اور رنج و مسرت سے متاثر ہوا کرتا ہے۔ اگر اللہ کو ہماری ہدایت مقصود ہوتی تو وہ ہم جیسا ایک کمزور انسان کیوں بھیجتا؟ کیا خدا خود نہیں آسکتا تھا؟ یہ سوالات ہر نبی کی ہدایت پر پیدا ہوتے تھے اور انہی کو حجت بنا کر یہ لوگ دنیا کا انکار کر لیا کرتے تھے حضرت نوح جب اپنی قوم کی طرف پیغام لے کر آئے تو کہا گیا

مَا هَذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُرِيدُ أَنْ

يَتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَأَنْزَلَ

مَلَكًا مِّنْ سَمَوَاتِنَا هَذَا رَجُلٌ مِّنْ آلِ الْوَالِدِينَ

(مومنون - ۵)

یہ شخص اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ تم ہی جیسا ایک انسان

ہے جو تم پر فضیلت حاصل کرنا چاہتا ہے۔ ورنہ اگر خدا چاہتا تو

فرشتوں کو اتارتا۔ یہ انوکھی بات تو ہم نے اپنے بزرگوں سے کبھی

نہیں سنی۔

جب حضرت ہود اپنی قوم کی ہدایت کے لیے بھیجے گئے تو ان پر بھی سب سے پہلے ہی اعتراض ہوا

مَا هَذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يَا كُلُّ مِثْلٍ

تَأْكُلُونَ مِنَّمَا وَكَيْتَابٌ وَمِمَّا تَشْرَبُونَ

وَلَعِنَ الَّذِينَ أَطَعُوا بَشَرًا مِّثْلَكُمْ إِذِ الْخَائِرُونَ

(مومنون - ۲۳)

یہ شخص اس کے سوا کچھ نہیں کہ ایک بشر ہے تم ہی جیسا،

وہی کچھ کھاتا ہے جو تم کھاتے ہو اور وہی کچھ پیتا ہے جو تم پیئے ہو

اگر تم نے اپنے جیسے ایک بشر کی اطاعت کی تو بڑے ڈرے

میں رہو گے۔

جب حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام فرعون کے پاس صداقت کا پیغام لے کر پہنچے تو ان کی بات مانتے سے بھی اسی بنا پر انکار کیا گیا :

أَتَوْهُمْ بِبَشْرَيْنِ مِثْلِنَا (مومن-۳) | کیا ہم اپنے ہی جیسے دو آدمیوں پر ایمان لے آئیں ؟

چنانچہ ٹھیک یہی سوال اس وقت بھی اٹھا جب مکہ کے ایک امی انسان نے ۴۰ برس تک خاموش زندگی بسر کرنے کے بعد دفعتاً اعلان کیا کہ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا۔ لوگوں کی سمجھ میں یہ بات نہ آتی تھی کہ ایک شخص جو ہماری طرح ہاتھ پاؤں، آنکھ ناک اور جہم و جان رکھتا ہے، کیونکر اللہ کا رسول ہو سکتا ہے۔ وہ حیران ہو کر پوچھتے تھے کہ

مَا لِهَذَا الرَّسُولِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ  
وَيَمْشِي فِي الْأَسْوَاقِ ۗ لَوْ كُنَّا أُنزِلَ إِلَيْنَا  
مَلَائِكَةٌ فَبُكُونًا مَجْهُدِينَ أَوْ نُكَلِّمُكُمُ الْيَتِيمَ  
كَلِمَاتٍ أَوْ تَكُونُ لَكُمُ جِنَّةً يَأْكُلُ مِنْهَا الْقَرْنَانُ

یہ کیا رسول ہے جو کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے ؟ کیوں نہ اس پر کوئی فرشتہ اترے کہ اس کے ساتھ رہ کر لوگوں کو ڈلاتا ؟ یا کم از کم اس کے لیے کوئی خزانہ ہی اتارا جانا، یا اس کے پاس کوئی باغ جو تاجس کے پھل یہ کھاتا۔

پس اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اسی عقیدے کی بیخ کنی کی اور دلائل کے ساتھ بتایا کہ انسان کی ہدایت کے لیے انسان ہی زیادہ موزوں ہو سکتا ہے، کیونکہ بعثت کا مقصد صرف تعلیم ہی دینا نہیں ہے بلکہ خود عمل کر کے دکھانا اور تقلید پیردی کے لیے ایک نمونہ پیش کرنا بھی ہے اور اس مقصد کے لیے اگر فرشتہ یا اللہ کوئی فوق البشر ہستی بھی جائے جس میں بشری خصائص اور کمزوریاں موجود نہ ہوں تو انسان کہہ سکتا ہے کہ ہم اس کی طرح کیونکر عمل کر سکتے ہیں جبکہ وہ ہماری طرح نفس اور نفسانی خواہشات ہی نہیں رکھتا اور اس کی نظرت میں وہ تو ہمیں ہی نہیں بلکہ جو انسان کو گناہ کی طرف راغب کرتی ہیں۔

اگر زمین میں فرشتے پڑتے پھرتے آباد ہوتے تو اللہ آسمان سے ہم بھی فرشتے ہی اتارتے۔

لَوْ كُنَّا فِي الْأَرْضِ لَكُنَّا عَيْنًا  
يَمْشُونَ مُطْمَئِنِّينَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِم مِّنَ

السَّمَاءِ مَلَكًا سَرْمُوكًا (نہی اسرائیل - ۱۱)

پھر صاف طور پر تصریح کی کہ اس سے پہلے جتنے انبیاء اور ہادیاں حق مختلف قوموں میں بھیجے گئے ہیں وہ سب ایسے ہی انسان تھے جیسے محمد رسول اللہ ہیں اور اسی طرح کھاتے پیتے اور چلتے پھرتے تھے جس طرح ہر انسان کھاتا پیتا اور چلتا پھرتا ہے۔

مَا أَسْرَسْنَا قَبْلَكَ إِلَّا رَجُلًا

كُنُوزِي إِلَيْهِمْ فَاسْتَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ وَمَا جَعَلْنَاهُمْ حَبَدًا لَّأَيَّا كَلُونَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوا خَالِدِينَ -

(انبیاء - ۱)

وَمَا أَسْرَسْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ

إِلَّا إِيَّاهُمْ كَمَا كَلُونَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوا يَمُوتُونَ

فِي الْأَمْثَلِ (الفرقان - ۲)

وَلَقَدْ أَسْرَسْنَا مَرْسَلًا مِّنْ قَبْلِكَ

وَجَعَلْنَا لَهُمْ آسْرًا وَاجَاةً ذُرِّيَّتًا

(الرحمہ - ۶)

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا کہ تم اپنے بشر ہونے کا صاف اعلان کرو تاکہ

ہم نے تم سے پہلے بھی بہت سے رسول بھیجے تھے اور ان

سے ہم نے بیویاں بھی پیدا کی تھیں اور ان کو اولاد بھی دی تھی

آپ کے بعد لوگ آپ کو بھی اسی طرح الوہیت سے متصف نہ کرنے لگیں جس طرح آپ سے پہلے دوسرے انبیاء کو کر چکے ہیں چنانچہ قرآن مجید میں متعدد جگہ یہ آیت آئی ہے:

اے محمد! کہہ دو کہ میں تو محض تمہی جیسا ایک انسان ہوں،

مجھ پر وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا خدا ایک ہی خدا ہے۔

قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ

إِلَيَّ أَنسَاءُ إِلَهُكُمْ إِلَهًُا وَاحِدٌ -

ان تصریحات نے صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے متعلق تمام فاسد عقائد کا دروازہ بند نہیں کیا بلکہ تمام انبیاء سابقین و بزرگان دین کی ذات سے بھی اس غلط فہمی کا ازالہ کر دیا۔

۳۔ دوسری چیز جس کو نہایت وضاحت کے ساتھ قرآن مجید میں بیان کیا گیا ہے نبی کی قوت قدرت کا مسئلہ ہے چہل و نادانی نے جب خدا رسیدگی کو خدائی کا ہم معنی بنا دیا تو طبعاً اس کے ساتھ یہ عقیدہ بھی پیدا ہو گیا کہ خدا رسیدہ لوگوں میں غیر معمولی طاقتیں ہوتی ہیں، خدا کے کارخانہ میں ان کو کچھ خاص اختیارات حاصل ہوتے ہیں، جزا و سزا میں ان کو دخل ہوتا ہے، غیبی شہادت سب کچھ ان پر روشن ہوتا ہے، قسموں کے فیصلے ان کی مرضی و رائے سے ادرتے بدلتے ہیں، نفع و ضرر پر ان کا اقتدار ہوتا ہے، خیر و شر کے وہ مالک ہوتے ہیں، کائنات کی تمام قوتیں ان کے تابع ہوتی ہیں اور وہ بیک نظر لوگوں کے دلوں کو بدل کر ان کی ظلمت و ضلالت کو دور کر سکتے ہیں۔ ایسے ہی خیالات تھے جن کی بنا پر لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی عجیب عجیب مطالبے کرتے تھے چنانچہ قرآن میں ارشاد ہوتا ہے

انہوں نے کہا ہم تو تم پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک تم ہمارے پلے زمین میں سے ایک چشمہ نہ نکالو، یا تمہارے لیے خرما اور انگوروں کا ایک باغ پیدا ہو اور اس میں تم نہیں رواں کر دو، یا میا کہ تم کہا کرتے ہو آسمان کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے ہم پر گرا دو، یا اللہ اور ملائکہ کو ہمارے سامنے لا کر آ کر دو، یا تمہارے لیے سونے کا ایک گھرن جائے، یا تم آسمان پر چڑھ جاؤ، اور ہم تمہارے چڑھنے پر بھی اس وقت تک یقین نہ کریں گے جب تک کہ تم ہمارے اوپر ایسی ایک تحریر نازل نہ کرو جسے ہم پڑھیں اے محمد! ان سے کہو، پاک ہے میرا رب، میں ایک انسان کے سوا اللہ کیا ہوں۔

وَقَالُوا كُنْ تُنَزَّلُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءٌ مَحْسُورًا  
لَنَامِنَ الْأَكْثَرِ مِنْهُمْ يَتَّبِعُوا قُلُوبَهُمْ لَكَلَفَ  
جَهَنَّمَ مَنْ يَخْتَلِئُ بِعَيْنَيْهِ فَتَجَرُّهُ إِلَىٰ هَاهُنَا مَهْمَا  
تَجَرَّوْا أَوْ تَسْقُطِ السَّمَاءُ كَمَا زُجِرَتْ عَلَيْنَا كَيْفَا  
أَوْ تَأْتِي بِنُورٍ أَوْ تَكُونُ لَكَلَفًا  
بَيْتٌ مِّنْ سُرْحُونٍ أَوْ تَنزِيلٍ فِي السَّمَاءِ  
كُنْ تُنَزَّلُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءٌ مَحْسُورًا  
تَقْرَأُهَا قُلُوبُكُمْ سُبْحَانَ رَبِّيَ هَلْ كُنْتُ إِلَّا بَشَرًا  
سَرُوقًا لَّا (بنی اسرائیل - ۱)

خدا رسیدگی اور بزرگی کے متعلق یہ جتنے قلم تصورات لوگوں میں پائے جاتے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان سب کی تردید فرمائی اور صاف بتا دیا کہ رسول کا خدائی طاقتوں اور خدائی کاموں میں ذرہ برابر کوئی حصہ نہیں ہے۔ فرمایا نبی ہمارے اذن کے بغیر دوسروں کو ضرر سے بچانا تو درکنار خود اپنے آپ کے بھی ضرر کو دفع کرنے کی قدرت نہیں رکھتا:

اے نبی! اگر خدا تمہیں کوئی نقصان پہنچائے تو اس کے سوا کوئی اس نقصان کو دور کرنے والا نہیں ہے، اور اگر وہ تمہیں کوئی فائدہ پہنچائے تو وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اے محمد! کہو، میں اپنی ذات کیلئے بھی نفع یا نقصان کی قدرت نہیں رکھتا بسوائے اُس کے جو خدا چاہے۔

وَإِنْ يَمْسَسَكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِنْ يَمْسَسَكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (انعام - ۲)

قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي ضَرًّا وَلَا نَفْعًا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ (يونس - ۱۵)

فرمایا نبی کے پاس اللہ کے خزانوں کی کنیا نہیں ہیں، یہ سب وہ علم غیب رکھتا ہے اور نہ اس کو فوق العادہ قوتیں حاصل ہیں

اے محمد! کہو، میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں، نہ میں غیب کا مال جانتا ہوں، اور میں تم کو یہ بھی نہیں کہتا کہ میں فرستہ ہوں۔ میں تو صرف اُس چیز کی پیر کا

قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ جُنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَا أَقُولُ لَكُمْ إِنِّي مُلْكٌ إِنْ أَتَيْتُمُوهُ إِلَّا مَا يَكُونُ لِي (انعام - ۱۰)

کرتا ہوں جو مجھ پر وحی کی جاتی ہے۔

اور اگر میں غیب جاننے والا ہوتا تو اپنے لیے بہت کچھ دولت اکٹھی کر لیتا اور مجھ کو کبھی کوئی نقصان نہ پہنچتا۔ میں تو محض ایک متنبہ کرنے والا اور ایمان والوں کو خوشخبری دینے والا ہوں۔

وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَأَسْتَكْبِرُوا مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوءُ إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ يُرَىٰ بُشَيْرٌ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ (احزاب - ۲۳)

فرمایا نبی کو حساب کتاب اور جزا و سزا میں بھی کچھ دخل نہیں، اس کا کام صرف پیغام پہنچانا اور یہی راہ دکھانا ہے۔

مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِكُمْ  
شَيْءٌ مِمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ  
شعور (انعام - ۶)

تم پر نہ ان کے حساب میں سے کسی چیز کی ذمہ داری ہے  
اور نہ ان پر تمہارے حساب میں سے کسی چیز کی۔

فَاَسْمَأُ عَلَيْكَ الْبَلَاءُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ  
(الرعد - ۶)  
إِنَّا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ لِلنَّاسِ  
بِالْحَقِّ فَمَنِ اهْتَدَىٰ فَلِنَفْسِهِ وَمَنْ ضَلَّ  
فَأِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهِ مَا آتَاكَ عَلَيْهِمْ  
بِقَوْلِ كَيْفٍ (۵: ۹)

تمہارا کام پیغام پہنچانا ہے اور حساب کرنا ہمارا کام ہے۔  
ہم نے لوگوں کو ہدایت کے لیے تم پر کتاب حق کے  
ساتھ اتاری ہے۔ پھر جو کوئی ہدایت قبول کرتا ہے تو  
اپنے لیے کرتا ہے اور جو گمراہی میں پڑتا ہے تو اپنے ہی  
اوپر گمراہی کا وبال اٹھاتا ہے۔ تم ان پر کوئی عوارضہ نہیں ہو۔

فرمایا لوگوں کے دلوں کو پھیر دینا اور جن لوگوں میں قبول حق کی آمادگی نہ ہو ان میں اسے پیدا  
کر دینا نبی کے بس کی بات نہیں ہے، وہ ہادی صرف اس معنی میں ہے کہ نصیحت اور تذکیر کا جو حق ہے اس  
کو وہ پورا پورا ادا کر دیتا ہے:

إِنَّكَ لَا تَسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تَسْمِعُ  
الضُّمَّةَ الَّذِينَ بَاعُوا أَنفُسَهُمْ إِذْ  
أَقَامُوا مِدْبَرِينَ وَمَا  
أَنْتَ بِعَلِيِّ الْعَنُوفِ عَنِ صَلَاةِ  
أَنفُسِهِمْ وَلَا مَنِ ابْتِغَاءَهُمْ  
مُسْلِمُونَ (ابن - ۶)

تم مردوں کو نہیں سنا سکتے اور نہ بہروں تک آواز پہنچا سکتے  
ہو جبکہ وہ بیٹھ پھر کر لوٹ جائیں۔ اور نہ تم اندھوں کو  
گمراہی سے نکال کر بیدار رات پر ڈال سکتے ہو۔ تم تو  
موت انہی لوگوں کو سنا سکتے ہو جو ہماری نشانیوں پر ایمان  
لا تے ہیں۔ پھر برا طاعت بھگا دیتے ہیں۔

وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّن فِي الْقُبُورِ

تم قبر کے مردوں کو سنانے والے نہیں ہو، تم تو صرف آواز

إِنَّ أَنْتَ إِلَّا نَذِيرٌ إِنَّا أَسْرَسْنَا سَلْمَكَ بِالْحَقِّ  
بَشِيرًا قَدْ نَذِيرًا (فاطر - ۳)

کریئے واسے ہو اور ہم نے تم کو حق کے ساتھ خوشخبری  
دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

پھر یہ بھی صاف بتا دیا کہ نبی کو جو کچھ قدر و عزت اور علو و شرف حاصل ہے سب اس بنا پر ہے کہ وہ اللہ  
کی اطاعت کرتا ہے، اس کے احکام پر ٹھیک ٹھیک چلتا ہے اور جو کچھ کلام اس پر نازل کیا جاتا ہے اسے  
جمل کاتوں اللہ کے بندوں تک پہنچا دیتا ہے۔ ورنہ اگر وہ اطاعت سے منہ موڑے اور اللہ کے کلام میں اپنے  
دل سے گھر کر باتیں ملاوے تو اس کا کوئی امتیاز باقی نہیں رہتا

وَلَمَّا أَتَيْنَا أَهْوَاءَهُمْ مِّنْ  
بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ إِنَّكَ إِذًا  
لَمِنَ الظَّالِمِينَ (بقرہ - ۱۷)

اور اگر تم نے ان کی خواہشات کی پیروی کی اس علم کے  
باوجود جو تمہارے پاس آگیا ہے تو یقیناً اس صورت میں  
تم ظالم ہو گے۔

وَلَمَّا أَتَيْنَا أَهْوَاءَهُمْ مِّنْ  
الَّذِي جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ مِنَ  
اللَّهِ مِنْ قَائِلٍ قَوْلًا نَّصِيرٍ (بقرہ - ۱۷)

اور اگر تم نے اس علم کے باوجود جو تمہارے پاس آیا ہے  
ان کی خواہشات کی پیروی کی تو تمہیں اللہ کی سزا سے بچانے  
والا کوئی دوست اور مددگار نہ ہو گا۔

قُلْ مَا يَكُونُ لِي أَلَّا أُبَيِّدَ لَكُمْ مِنْ  
تِلْكَ آيَةٍ تَفْسِيحًا إِنَّمَا مَا يُفْسِيحُ إِلَيَّ  
إِنِّي أَخَافُ إِنِّي عَصَيْتُ أَمْرًا عَظِيمًا (يونس - ۲)

اے محمد! ان سے کہو مجھ کو اس کلام میں اپنی طرف سے  
کچھ رد و بدل کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ میں تو صرف اسی  
چیز کی پیروی کرتا ہوں جو مجھ پر وحی کی جاتی ہے۔ اگر میں  
اپنے رب کی نافرمانی کروں تو مجھ بڑے دن کے عذاب کا ڈھک

یہ باتیں اس لیے نہیں کہی گئیں کہ معاذ اللہ رسول اکرم سے کسی نافرمانی یا تحریف و تبیس کا ادنیٰ  
ساندیشہ بھی تھا۔ ان سے تو دینا کو صرف یہ بتانا مقصود تھا کہ نبی کو بارگاہ رب العزت میں جو تقرب  
حاصل ہے اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ ان کی ذات سے اللہ کو کوئی خاص تعلق ہے بلکہ اصل وجہ ان کی اطاعت

و بندگی اور ان کا عمل خیر ہے۔

۳۳۔ تیسری چیز جس کا بار بار نہایت مراحت کے ساتھ قرآن مجید میں ذکر کیا گیا ہے یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نئے نبی نہیں ہیں بلکہ جماعت انبیاء کے ایک فرد اور اس سلسلہ نبوت کی ایک کڑی ہیں جو ابتدائے آفرینش سے لے کر آپ کی بعثت تک جاری رہا اور جس میں ہر قوم اور ہر زمانہ کے انبیاء دراصل شامل ہیں۔ قرآن حکیم نبوت و رسالت کو کسی ایک ذات یا ایک ملک یا ایک قوم سے مخصوص نہیں کرتا بلکہ وہ صاف صاف صاف اعلان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر قوم اور ہر ملک و ہر زمانہ میں ایسے مقدس نفوس پیدا کیے ہیں جنہوں نے انہیں کو صراطِ مستقیم کی طرف دعوت دی ہے اور اگر اسی کے برے نتائج سے ڈرایا ہے۔

کوئی قوم ایسی نہیں جس میں کوئی مستبد کرنے والا نہ گذر ہو۔	فَاِنَّ مِنْ اُمَّةٍ اَلَا خَلَا فِيهَا نَبِيًّا
اور ہم نے ہر قوم میں ایک پیغمبر بھیجا جس نے پیغام دیا کہ	وَ لَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا
اللہ کی بندگی کرو اور طاغوت کی بندگی سے پرہیز کرو۔	اِنَّ اِحْبَبُّ اِلَى اللّٰهِ وَ اِحْتَبَّبُوْا الطّٰغُوْتِ

انہی پیغمبروں اور ڈرانے والوں میں سے ایک محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہیں۔ چنانچہ جگہ جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

یہ ایک ڈرانے والا ہے اگلے ڈرانے والوں میں سے۔	هٰذَا نَذِيْرٌ مِّنَ اللّٰهِ اَلَا قُلُوْبِي (نہم۔ ۲)
اے محمد! یقیناً تم پیغمبروں میں سے ہو۔	اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ (يسن۔ ۱)
اے محمد! کہو، میں کوئی نرال رسول نہیں ہوں۔ میں نہیں	قُلْ مَا كُنْتُ بِدَعَاۤئِمِنَ الرُّسُلِ
جاننا کہ میرے ساتھ کیا معاملہ برتا جائے گا اور تمھارا	وَ مَا اَدْرِىٰ مَا يَفْعَلُ بِيْ يَوْمَ يَكْمُلُنَ
ساتھ کیا سلوک ہوگا۔ میں تو اس چیز کی پیروی کرتا ہوں	اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يَوْحٰى اِلَيَّ وَ مَا اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ
جو مجھ پر وحی کی جاتی ہے اور میں محض ایک ڈرانے والا ہوں	مُّبِيْنٌ (احقاف۔ ۱)

صاف صاف۔



وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ

مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ (آل عمران - ۱۵)

محمد کچھ نہیں ہے مگر ایک رسول اور اس سے پہلے بھی رسول  
گذر چکے ہیں۔

یہی نہیں بلکہ یہ بھی کہہ دیا کہ رسول عربی کی دعوت وہی دعوت ہے جس کی طرف ابتدائے آفرینش سے  
ہر داعی حق بلاتا رہا ہے اور آپ اسی دین فطرت کی تلقین کرتے ہیں جس کی تلقین ہمیشہ اللہ کے بزرگی و رسول  
نے کی ہے۔

قُلْنَا أَمْثُلُوا لَنَا بِالشَّرِيفِ مَا أُنزِلَ إِلَيْنَا

وَمَا أُنزِلَ إِلَيْنَا إِلَّا بِرُحْمَةٍ وَأَنْ مَّعِينٍ وَ

إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْكَاسِبَاتِ وَمَا

أَوْفَىٰ مَوْثِقِي وَعِيسَىٰ وَمَا أَنْزَلْنَا عَلَىٰ

مَنْ عَرَبِيٍّ مَكَتُوبًا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ

وَمَنْ لَّهُمْ مُسْلِمُونَ فَإِنِ امْتَأْتُم بَلَدًا

مِمَّا أَمْتَلْتُمْ بِهِ فَقَدْ أَهْتَدُوا (بقرہ - ۱۷)

کہو ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس تعلیم پر جو جاری طرت

تاری گئی ہے اور اس تعلیم پر جو ابراہیمؑ، اسمعیلؑ،

اسحاقؑ، یعقوبؑ اور ان کی اولاد پر جاری گئی تھی اور

جو سوسی، عیسیٰؑ اور دوسرے نبیوں کو ان کے رب کی طرف

سے دی گئی تھی۔ ہم ان کے درمیان فرق نہیں کرتے اور

ہم اللہ کے مطیع فرمان ہیں پس اگر یہ لوگ بھی اسی طرح ایمان

لے آئیں جس طرح تم لائے ہو تو وہ سیدھے راستے پر ہیں۔

قرآن مجید کی یہ تصریحات اس حقیقت میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں رکھتیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پچھلے

پیغمبروں میں سے کسی کی تکذیب یا کسی کے لئے نئے پیغام کی تجدید کے ذمہ دار نہیں تھے۔ تم کو بلا اس لئے کہ تم نے کسی سے مذہب کو جو

اول دن سے تمام قوموں کے پیغمبر پیش کرتے چلے آئے تھے بعد کے لوگوں کی ملاوٹوں سے پاک و مکمل کر کے

پیش کریں۔

۴ - اس طرح قرآن مجید اپنے لفظوں کی صحیح حیثیت واضح کرنے کے بعد ان کاموں کی تفصیل بیان

کرتا ہے جن کے یہ اللہ نے اسے بھیجا تھا۔

یہ کام کثیبت مجموعی دو شعبوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ ایک شعبہ تعلیمی اور دوسرا شعبہ عملی۔

پہلے شعبہ کے کام حسب ذیل ہیں :-

(۱) تلاوت آیات، تزکیہ نفوس، اور تعلیم کتاب و حکمت :

اللہ نے درحقیقت ایمان داروں پر یہ احسان کیا کہ ان کے ذریعہ  
خود انہی میں سے ایک ایسا رسول اٹھایا جو انہیں اُس کی آیات  
سنا تا ہے اور ان کا تزکیہ کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت  
کی تعلیم دیتا ہے، ورنہ اس سے پہلے تو وہ مرتزق کراہی میں  
پڑے ہوئے تھے۔

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ  
بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُوا  
عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ، فَذَكَّرْتَهُمْ وَفَعَّلَهُمْ الْكِتَابَ  
وَ الْحِكْمَةَ، وَإِنْ كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ  
مُّبِينٍ (آل عمران - ۱۷)

تلاوت آیات سے مراد اللہ کے فرامین اور ارشادات کو جوں کا توں سنا دینا ہے۔ تزکیہ سے مراد یہ ہے  
کہ لوگوں کے اخلاق اور ان کی زندگی کو بری صفات، بری رسموں اور برے طریقوں سے پاک کیا جائے  
اور ان کے اندر اچھے اوصاف، پاکیزہ اخلاقی اور صحیح طریقوں کو نشوونما دیا جائے۔ تعلیم کتاب و حکمت یہ ہے کہ  
لوگوں کو خدا کی کتاب کا صحیح مشاورد ما سمجھایا جائے، ان کے اندر ایسی بصیرت پیدا کی جائے کہ وہ کتاب کی  
اصل روح و حکمت پہنچ سکیں اور انہیں وہ حکمت سکھائی جائے جس سے وہ اپنی زندگی کے تمام مختلف بسوت پذیر  
پہلووں کو کتاب اللہ کے مطابق ڈھالتے چلے جائیں۔

(۲) تکمیل دین :

آج میں نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت  
تمام کر دی اور تمہارے لیے اسلام کے طریقے کو پسند کیا

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَ  
أَقَمْتُ عَلَيْكُمْ مِيعَاتِي وَ رَضِيْتُ لَكُمُ  
الْإِسْلَامَ دِينًا (المائدہ - ۱)

دوسرے الفاظ میں قرآن کے بھیجے والے نے اس کے لائے والے سے صرف اتنی ہی خدمت نہیں لی  
کہ وہ اس کی آیات کی تلاوت کرے، نفوس کا تزکیہ کرے اور کتاب و حکمت کی تعلیم دے، بلکہ اس نے اپنے اسی

نیک بندے کے ذریعہ سے اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ جو آیات نوب انسان تک بھرنی تھیں وہ سب اس کے واسطہ سے بھیج دیں۔ جن خرابیوں سے انسانی زندگی کو پاک کرنا مقصود تھا وہ سب اس کے ہاتھوں سے دور کر کے دکھا دیں۔ جن خوبیوں کا نشوونما جس شان کے ساتھ افراد اور سوسائٹی میں ہونا چاہیے تھا اس کا بہترین نمونہ اس کی رہنمائی میں پیش کر دیا، اور کتاب حکمت کی ایسی تعلیم اس کے ذریعہ سے دلواری کہ آنے والے تمام نسلوں میں مقصود کتاب کے مطابق انسانی زندگی کی تشکیل و تعمیر کی جاسکتی ہے۔

(۳) ان اختلافات کی حقیقت واضح کرنا جو اہل دین حق میں کچھلے انبیاء کی امتوں کے درمیان پیدا ہو گئے تھے، اور تمام چیزوں کو بٹا کر تمام چیزوں کو چھانٹ کر، تمام کلموں کو صاف کر کے اس راہ وسط کو پوری روشنی میں نمایاں کر دینا جس کا پیروی ہمیشہ سے خدا کی رضا کو پہنچنے کی ایک ہی راہ رہی ہے:

بجز انہوں نے (اسے محمد!) تم سے پہلے مختلف امتوں کی طرف  
ہدایت بھیجی، مگر اس کے بعد شیطان نے ان کے غلط اہل  
کو ان کے بے خوش بنا دیا، چنانچہ تم وہی ان کا سرپرست  
بنا ہوا ہے اور وہ دردناک عذاب کے مستحق ہو گئے ہیں، اور  
ہم نے تم پر یہ کتاب صرف اس لیے نازل کی ہے کہ اس حقیقت کو  
ان کے سامنے واضح کر دو جس میں وہ مختلف ہو گئے ہیں، اور

ثُمَّ لَقَدْ آتَيْنَاكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ وَمَا كُنَّا بِالْغَافِلِينَ  
فَبَلَّغْ نَصْرًا لَّهُمْ الشَّيْطَانُ أَعْمَأَهُمْ  
فَهُمْ وَابْتِغَاهُمُ الْيَقُونَ وَمَا كُنَّا بِالْغَافِلِينَ  
فَمَا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ إِلَّا لِلتَّبَيِّنِ  
لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوا فِيهِ وَهُدًى وَرَحْمَةً  
رَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُوقِنُونَ (انفال - ۸)

اس لیے کہ یہ کتاب ہدایت اور رحمت ہوان لوگوں کے لیے جہاں بیان لائیں۔

اے اہل کتاب تمہارے پاس ہمارا رسول آگیا ہے جو  
تمہارے سامنے بہت سی چیزوں کو کھول کر بیان کرتا ہے  
جنہیں تم کتاب میں سے چھپاتے ہو، اور بہت سی باتوں کو  
ممان کر دیتا ہے۔ تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا  
مِثْلَ مَا كُنْتُمْ تُخْفُونَ مِنَ  
الْكِتَابِ وَيَعْقُبُونَ عَنْ كَثِيرٍ قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ  
اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ يُضِيهِ سِرًّا

اللَّهُمَّ مِنْ أَتْبَعِ رَحْمَتَكَ سُبُلَ السَّلَامِ  
وَأَخْرِجْهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ  
يَا ذِي الْبَرِّ يَا هُدَى الْبُهْمَى إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ  
(المائدہ - ۳)

روشنی اور ایک واضح کرنے والی کتاب آگئی ہے جس کے ذریعہ  
سے اندان لوگوں کو جو اس کی پسند کے مطابق چلتے ہیں ان  
و سلامتی کی راہیں دکھاتا ہے اور انہیں تاریکیوں سے روشنی  
میں نکال لاتا ہے، اور سیدھی راہ کی طرف ان کی رہنمائی کرتا ہے۔

(۳) تا فرمانوں کو ڈرانا، فرماں برداروں کو رحمتِ الہی کی خوشخبری دینا اور اللہ کے دین کی اشاعت کرنا۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا  
وَأَنْبِئًا قَاتِلِينَ يُؤْتُونَ دَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِآذَانِهِ  
وَأَسْرًا جَا مُنِجًا (احزاب - ۶)

اے نبی! ہم نے تم کو گواہ اور خوش خبری دینے والا اور  
ڈرانے والا اور اللہ کے حکم سے اللہ کی طرف دعوت دینے  
والا اور ایک روشن گمراہ کو آفتاب بنا کر بھیجا ہے۔

دوسرا شعبہ عملی زندگی اور اس کے معاملات سے تعلق رکھتا ہے اور اس کے کام یہ ہیں:

نیکی کا حکم دینا، برائی سے روکنا، حرام و حلال کی حدود قائم کرنا اور انسان کو خدا کے سوا دوسروں  
کی عبادت کردہ پابندیوں سے آزاد اور ان کے لادے ہوئے بوجھوں سے ہلکا کرنا:

يَا مَعْشَرَ الْمُشْرِكِينَ مَا لَكُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيُحَاكِمُهُمُ  
عَيْنُ الْمُتَّقِينَ وَ يَجِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتُ وَيُجْرِمُهُمُ  
عَلَيْهِمُ الْغَبِيثَاتُ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ  
وَالْأَعْلَىٰ عَلَىٰ آلِ النَّبِيِّ كَانَتْ عَلَيْهِمْ. فَأَلَّذِينَ  
آمَنُوا بِهِمْ وَعَتَرَهُمْ فَادَّةً وَنَصْرًا لَهُمْ وَاتَّبَعُوا  
النُّورَ الَّذِي أُنزِلَ مَعَهُ أُولَٰئِكَ هُمُ  
الْمُفْلِحُونَ (احزاب - ۱۹)

وہ ان کو نیکی کا حکم دیتے ہیں، بدی سے روکتا ہے، ان کے  
لیے پاک چیزوں کو حلال کرتا ہے اور ناپاک چیزوں کو حرام  
قرار دیتا ہے، اور ان پر سے وہ بوجھ اتارتا ہے اور ان بندھنوں  
کو کاٹتا ہے جن میں وہ دبے اور جکڑے ہوئے تھے۔ پس جو لوگ  
اس پر ایمان لائیں اور اس کی حمایت کریں اور اس کی مدد کریں  
اور اس نور کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ نازل کیا گیا ہے  
وہی نجات پانے والے ہیں۔

بندگانِ خدا میں حق اور عدل کے ساتھ فیصلہ کرنا۔

إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ  
بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ وَلَا تَكُنْ  
لِلْكَافِرِينَ خَصِيمًا (النساء - ۱۷)

اے محمد! ہم نے تم پر حق کے ساتھ کتاب نازل کی ہے تاکہ  
تم اللہ کے بتائے ہوئے قوانین کے مطابق لوگوں کے فیصلے  
کر دو اور خیانت کرنے والوں کے وکیل نہ بنو۔

اس کے دین کو اس طرح قائم کر دینا کہ انسانی زندگی کا پورا نظام اسی کا تابع ہو اور دوسرے سب  
طریقے اس کے مقابلے میں دب کر رہ جائیں :

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ  
بِالْهُدَىٰ وَبِالْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى  
الدِّينِ كُلِّهِ (الفتح - ۲)

وہ اللہ ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق  
کے ساتھ بھیجا تاکہ اسے پوری جہنم دین پر غالب کرے۔

اس طرح نبی کے کام کا یہ شعبہ ریاست، عدالت، اصلاح اخلاق و تمدن، اور قیام تہذیب صالح  
کے تمام پہلوؤں پر حاوی ہو جاتا ہے۔

۵۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ کام کسی ایک قوم یا ملک یا دور کے لیے مخصوص نہیں ہے بلکہ تمام نوری

کے لیے اور تمام زمانوں کے لیے عام ہے :

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ  
بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا  
يَعْلَمُونَ (الباقہ - ۲)

اے محمد! ہم نے تم کو تمام انسانوں کے لیے ڈرانے والا اور  
بشارت دینے والا بنا کر بھیجا ہے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔

اے محمد! کہو، کہ اے انسانو! میں تم سب کی طرف خدا کا رسول  
ہوں، اُس خدا کا جو آسمانوں اور زمین کی بادشاہی کا مالک ہے،  
جس کے براہ کوئی خدا نہیں، جو مارنے اور چلانے والا ہے،  
پس ایمان لاؤ خدا پر اور اس کے رسول نبی آتی پر جو خدا

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ  
اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ  
وَ الْأَرْضِ ۗ إِنَّ اللَّهَ هُوَ عَٰلِمُ الْغُيُوبِ  
فَأَمِّنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ إِنَّمَا اتَّخَذَ اللَّهُ

اور اس کے فرامین پر ایمان رکھتا ہے، اور اس کی پیروی  
کرو، امید ہے کہ تم راہِ راست پا لو گے۔

(اے محمد! کہو) اور میری طرف یہ قرآن وحی کیا گیا ہے  
تاکہ میں اس کے ذریعہ سے تم کو متنبہ کروں اور جس جس کو پہنچے۔

یہ (قرآن) تو ایک نصیحت ہے تمام دنیا والوں کے لیے،  
ہر اس شخص کے لیے جو تم میں سے راست رو بننا چاہے۔

۶۔ عمومی دعوت کے ساتھ نبی اکرم کے پیغام کی ایک خصوصیت بھی قرآن حکیم ہم کو بتاتا ہے کہ وہ  
وہی پیغام تھا جس کے بعد عالم انسانی کو خدا کی طرف سے کسی دوسرے پیغام کی ضرورت نہ رہی اور قدرتی طور

پر دنیا آپ کے بعد پیغمبروں کی بعثت سے کبھی مستغنی ہو گئی اس لیے آپ نے نبیوں کے آخری نبی ہیں:

محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں مگر  
اللہ کے رسول اور سلسلہ نبوت کے ختم کرنے والے ہیں۔

اس ختم نبوت کے مضمون کو خود نبی صلی اللہ وسلم نے بہترین اسلوب کے ساتھ بیان کیا ہے۔ فرماتے

میں کہ میری مثال نبیوں میں ایسی ہے جیسے کسی شخص نے ایک نہایت خوبصورت مکان بنایا اور تمام عمارت

بن کر صرف ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی اب جو لوگوں نے اس کے گرد چکر لگایا تو وہ خالی جگہ انھیں کھٹکے لگی اور

وہ کہنے لگے کہ اگر یہ آخری اینٹ بھی رکھ دی جاتی تو مکان مکمل ہو جاتا۔ سو وہ آخری اینٹ جس کی جگہ نبوت

کے عمل میں باقی رہ گئی تھی میں ہی ہوں اور اب میرے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے۔ اس مثال سے ختم نبوت کی

وجہ بھی سمجھ میں آ جاتی ہے۔ جب بن کابل ہو چکا، آیات الہی پوری وضاحت کے ساتھ بیان ہو چکیں، اور وہ

نواہی، عقائد و عبادات، تمدن و معاشرت، حکومت و سیاست، غرض انسانی زندگی کے ہر شعبہ کے متعلق پورے

پورے احکام بیان کر دیے گئے، اور دنیا کے سامنے اللہ کا کلام اور اللہ کے رسول کا اسوۂ حسنہ اس طرح پیش

الَّذِي يُعَى مِنْ يَأْتِيهِمْ فَكَلِمَتِهِمْ وَأَتَّبِعُوا  
كَلِمَتَكُمْ هَتَدُونَ (الاعراف - ۲۰)

وَأَوْحَىٰ إِلَيْنَا هَذَ الْقُرْآنَ لِأُنذِرَكُمْ  
بِهِ وَمَنْ بَلَغَ (الانعام - ۲)

إِنَّ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ لِمَنْ  
شَاءَ مِنْكُمْ أَنْ يَسْتَوْفِيَكُمْ (التكوير)

کر دیا گیا کہ قریم کی تلمیذیں و تعریف سے پاک ہے اور ہر عہد میں اس سے ہدایت حاصل کی جا سکتی ہے تو نبوت کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہی، صرف تجدید و تکریر کی ضرورت ہو گئی ہے جس کے لیے علمائے حق کی جماعت کافی ہے۔

۷۔ آخری سوال جو دریافت طلب ہے جاتا ہے یہ ہے کہ اس کتاب لانے والا ذاتی طور پر کس قسم کے اخلاق کا انسان تھا؟ اس سوال کے جواب میں قرآن مجید نے دوسری راجح الوقت کتابوں کی طرح اپنے لانے والے کی تعریف کے پل نہیں باندھے ہیں، نہ آپ کی تعریف کو ایک مستقل موضوع گفتگو بنایا ہے، البتہ آید سخن میں محض اشارہ آنحضرت کی اخلاقی خصوصیات ظاہر کی ہیں جن سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اس جو وجودِ مسود میں کمال انسانی کے بہترین خصائص موجود تھے۔

(۱) وہ بتاتا ہے کہ اس کالا نے والا اخلاق کے نہایت بلند مقام پر تھا:

وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ (ق-۱) | اور اے محمد! یقیناً تم اخلاق کے بڑے درجے پر ہو۔

(۱) وہ بتاتا ہے کہ اس کالا نے والا ایک ایسا راسخ العزم، مستقیم الارادہ اور اللہ پر ہر حال میں بھروسہ رکھنے والا انسان تھا کہ جس وقت اس کی ساری قوم اسے مٹا دینے پر آمادہ ہو گئی تھی، اور وہ صرف ایک مددگار کے ساتھ ایک غاریں پناہ لینے پر مجبور ہوا تھا، اس سخت مصیبت کے وقت میں بھی اس نے ہمت نہ ہاری اور اپنے عزم پر قائم رہا:

إِذَا أَحْرَجْنَا الَّذِينَ كَفَرُوا آثَانِي  
اثنین اذہم اثنی الغار اذ یقول لہما  
لا تجزین ان اللہ معنا (توبہ - ۶)

جب کافروں نے اس کو نکال دیا، جب کہ وہ غار میں مرنے  
ایک آدمی کے ساتھ تھا، جبکہ وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا  
کہ رنج نہ کر، اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

(۳) وہ بتاتا ہے کہ اس کالا نے والا ایک نہایت فراخ حوصلہ اور فیاض انسان تھا جس نے اپنے بدترین دشمنوں کے لیے ہم بخشش کی دعا کی اور آخر اللہ تعالیٰ کو اسے اپنا قبطی فیصلہ سنا دینا پڑا کہ وہ ان لوگوں کو نہیں بخشے گا:

رَأْسُ غُفْرَانِهِمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرُ لَهُمْ  
چاہے تم ان کے لیے معافی مانگو چاہے نہ مانگو، اگر تم ستر

إِنَّ كَسْبَ قُلُوبِكُمْ لَكُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً قَلْبًا

يُغْفِرُ اللَّهُ لَهُمْ (توبہ - ۱۰)

بار بھی ان کے لیے معافی مانگو گے تب بھی اللہ ان کو معاف نہ کرے گا۔

(۴) وہ بتاتا ہے کہ اس کے لئے والے کا مزاج نہایت نرم تھا، وہ کبھی کسی کے ساتھ درشتی سے

میش نہیں آتا تھا اور اسی لیے دنیا اس کی گریہ ہو گئی تھی :

فَمَا رَحِمْتِي مِنَ اللَّهِ لَئِن تَرَكْتَهُمْ

وَأَوْ كُنْتِ فَكَاغَلِيظَ الْقَلْبِ لَا تُفَضُّوا

مِنْ حَقِّ لِيكَ (آن عمران - ۱۷)

اللہ کی رحمت ہے کہ تم ان کے ساتھ نرم ہو ورنہ اگر تم زبان کے تیز اور دل کے سخت ہوتے تو یہ سب لوگ تمہارے گرد و پیش سے چھٹ

کر اگ ہو جاتے۔

(۵) وہ بتاتا ہے کہ اس کا لانے والا بندگان خدا کو راہ راست پر لانے کی سچی تڑپ ل میں رکھتا تھا اور

ان کی گمراہی پر اصرار کرنے سے اس کی رُوح کو صدمہ پہنچتا تھا حتیٰ کہ وہ ان کے غم میں گھلا جاتا تھا۔

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلَىٰ آثَارِهِمْ

إِنْ لَمْ يُلَاقُوا مِنْكُم مِّنَ الْجِبَالِ يَأْتُواخْفًا

(الکہف - ۱)

اے محمد! ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم ان کے پیچھے رنج و غم میں اپنی جان کھودو گے اگر وہ اس بات پر ایمان نہ لائے

(۶) وہ بتاتا ہے کہ اس کے لئے والے کو اپنی امت سے بے محبت تھی، وہ ان کی بھلائی کا حریص

تھا، ان کے نقصان میں پڑنے سے گروہتا تھا، اور ان کے حق میں سراپا شفقت و رحمت تھا:

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ

أَنْفُسِكُمْ يُزَكِّيْكُمْ عَلَيْهَا مَا غَنَّكُمْ عَنِهَا

عَلَيْكُمْ بِأَلْسِنَتِكُمْ وَمِنْ حَيْثُ

(توبہ - ۱۶)

تمہارے پاس خود تم ہی میں سے ایک ایسا رسول آیا ہے جسے ہر وہ چیز فراق گندرتی ہے جس سے تم مفرت میں مبتلا ہو جو تمہاری فلاح کا حریص ہے اور ایمان داروں کے ساتھ نہایت شفقت اور رحیم ہے۔

(۷) وہ بتاتا ہے کہ اس کا لانے والا صرف اپنی قوم ہی کے لیے نہیں بلکہ تمام عالم کے لیے اللہ کی رحمت تھا:



وَمَا أَسْرَسْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً

اسے محمد! ہم نے تو تم کو تمام عالم کے لیے رحمت بنا کر  
بھیجا ہے۔

لِلْعَالَمِينَ (انبیاء - ۷)

(۸) وہ بتاتا ہے کہ اس کا لانے والا راتوں کو گھنٹوں اللہ کی عبادت کرتا اور خدا کی یاد میں کھڑا

رہتا تھا:

إِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُومُ

اسے محمد! تمہارا رب جانتا ہے کہ تم رات کو تقریباً دو  
بہنائی صحت تک، اور کبھی نصف رات اور کبھی ایک بہنائی حصہ تک  
نماز میں کھڑے رہتے ہو۔

أَدْنَىٰ مِنْ ثُلُثَيِّ اللَّيْلِ وَنِصْفَهُ

وَتُلُثُثَهُ (الزلزلہ - ۲)

(۹) وہ بتاتا ہے کہ اس کا لانے والا ایک سچا انسان تھا، نہ کبھی اپنی زندگی میں راہ حق سے بھٹکا، نہ

فاسد خیالات سے متاثر ہوا اور نہ کبھی ایک لفظ خواہش نفس کی پیروی میں حق کے خلاف زبان سے نکالا:

مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ

لوگو! تمہارا صاحب نہ کبھی سیدھی راہ سے بھٹکا اور نہ  
صحیح خیالات سے بہکا اور نہ خواہش نفس سے بولتا ہے۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ (انجم - ۱)

(۱۰) وہ بتاتا ہے کہ اس کے لانے والے کی ذات تمام عالم کے لیے ایک قابل تقلید نمونہ تھی اور اس

کی پوری زندگی کمال اخلاق کا صحیح معیار تھی:

تمہارے لیے رسول اللہ کی ذات میں ایک چمپا  
نمونہ ہے۔

كَفَدْنَاكَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ

أَسْوَأَ حَسَنَةٍ (احزاب - ۳)

قرآن مجید کا تتبع کرنے سے صاحب قرآن کی بعض اور خصوصیات پر بھی روشنی پڑتی ہے، لیکن اس مضمون

میں تفصیل کی گنجائش نہیں۔ جو کوئی قرآن کا سوا لہ کرے گا وہ خود دیکھ لے گا کہ خلاف دوسری موجود الوقت مذہبی کتابوں

کے یہ کتاب اپنے لئے ملنے والے کو جس رنگ میں پیش کرتی ہے وہ کس قدر صاف، واضح اور آلودگی سے پاک ہے۔ اس

میں نہ الوہیت کا کوئی شاہدہ ہے، نہ تزیین و ثنا میں مبالغہ ہے، نہ غیر معمولی توقیر آپ کی طرف منسوب کی گئی ہیں،

نہ آپ کو خدا کے کاروبار میں شریک بہیم بنایا گیا ہے، اور نہ آپ کو ایسی کمزوریوں سے متہم کیا گیا ہے جو ایک ہادی اور داعی الی الحق کی شان سے گری ہوئی ہوں۔ اگر اسلامی لٹریچر کی دوسری تمام کتابیں دنیا سے ناپید ہو جائیں اور صرف قرآن مجید ہی باقی رہ جائے تب بھی رسول اکرم کی شخصیت کے متعلق کسی غلط فہمی، کسی شک شبہ اور کسی لغزش و عقیدت کی گنجائش نہیں رکھ سکتی۔ ہم اچھی طرح معلوم کر سکتے ہیں کہ اس کتاب کا لانے والا ایک کامل انسان تھا، بہترین اخلاق سے متصف تھا، انبیاء سابقین کی تصدیق کرتا تھا، کسی نئے مذہب کا بانی نہ تھا اور کسی فوق البشر حیثیت کا مدعی نہ تھا۔ اس کی دعوت تمام عالم کے لیے تھی، اس کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے چند مقررہ خدمات پر مامور کیا گیا تھا اور جیل میں نے ان خدمات کو پوری طرح انجام دے دیا تو نبوت کا سلسلہ اس کی ذات ختم ہو گیا۔

## اطلاع

ہمارے دفتر میں "ترجمان القرآن" کے کچھ پلنے پچے موجود ہیں جن کا ضرورتاً طلبہ اعلیٰ قیمت آٹھ آنے فی پرچہ۔ فہرست از مندرجہ ذیل

۱۳۵۲ھ - صفر - ربیع الاول - ربیع الثانی - جمادی الاولیٰ - جمادی الآخرہ - ربیع - شوال - ذوالقعدہ - ذوالحجہ -

۱۳۵۳ھ - از محرم لغایت ذوالحجہ (مکمل فائل)

۱۳۵۴ھ - جمادی الاولیٰ - جمادی الآخرہ - ربیع - شعبان - رمضان - شوال -

۱۳۵۵ھ - ربیع الاول - ربیع الثانی - جمادی الاولیٰ - جب - شعبان - رمضان - شوال - ذوالقعدہ -

۱۳۵۶ھ - شوال -

۱۳۵۷ھ - محرم - صفر - ربیع الاول - ذوالقعدہ -

۱۳۵۸ھ - صفر - جمادی الآخرہ - ربیع - شعبان -

۱۳۶۰ھ - ربیع الثانی - جمادی الاولیٰ - جمادی الآخرہ - جب - شعبان - رمضان - شوال - ذوالقعدہ - ذوالحجہ -

۱۳۶۱ھ - ربیع الثانی - رمضان - شوال - ذوالقعدہ - ذوالحجہ -

۱۳۶۲ھ - (مکمل فائل)

منیجر رسالہ "ترجمان القرآن"